© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

محمد عبداللہ صدیقی جامع قمر المساجد اہل حدیث، ملتان سے لکھتے ہیں :

ایک امام مسجد میں مقرر ہے۔ پھر کیا کسی مقتدی کو یہ حق ہے کہ اس امام کی موجود گی میں کسی دوسرے آدمی کو مصلّٰی پر نماز پڑھانے کے لیے کھڑا کردے ؟ ـــــ جو شخص مصلّٰی پر کھڑا ہے کیا اس کو نماز پڑھانے کا حق ہے یا نہیں ؟ جواب حدیث کی رُو سے دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء !

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب۔

صورتِ مسئولہ میں واضح ہو کہ مقررہ پیش امام کی موجودگی میں نہ تو کسی مقتدی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے غیر مقرر آدمی کو مصلّٰی پر کھڑا کرے، اور نہ اس کھڑا کیے جانے والے شخص کو نماز پڑھانے کا شرعًا حق حاصل ہے۔ اِلّا یہ کہ مقرر پیش امام بطیبِ خاطر اس کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ تحفۃ الاحوذی باب "مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ" میں حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

"قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ فان كانوا فِي القراءَةِ سواءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الهجرة سواءً فَاَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِيْ سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسُ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ" ...... وقال ابو عيسٰى "حديثُ ابي مسعودٍ حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند اهل العلم وقال الامام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبد الرحمان المبارکفوری واخرجہٗ مسلم" (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۹۷)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت وہ کرائے جو قرآن مجید کا زیادہ عالم ہو، اگر سب علم میں برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس کو دوسروں کی نسبت حدیث کا زیادہ علم ہو۔ اگر سب نمازی علم حدیث میں بھی برابر کا ملکہ رکھتے ہوں تو پھر وہ شخص امام بنے جس نے سب سے پہلے ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو پھر سب سے بڑی عمر کا آدمی امامت کے فرائض سرانجام دے اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کی ولایت میں امام نہ بنے۔ اور نہ اس کی مسند پر بیٹھنے کی کوشش کرے ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو پھر یہ دونوں کام کر سکتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے۔ اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ سلطان کے علاوہ مسجد کا پیش امام دوسروں کے مقابلہ میں امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

"وکان ابن عمر یصلی خلف الحجاج وصح عن ابن عمر ان امام المسجد مقدم علی غیر السلطان" (تحفۃ الاحوذی ص ۱۹۷ جلد ۱)

امام طیبیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وتحریرہٗ ان الجماعۃ شرعت لاجتماع المؤمنین علی الطاعۃ وتألفهم وتوادّهم فاذا ام الرجل فی سلطانہ افضی ذالک الی توھین امر السلطنۃ وخلع ربقۃ الطاعۃ وکذالک اذا امّہٗ فی قومہٖ واھلہٖ اذّی ذالک الی التباغض والتقاطع وظھور الخلاف الّذی شرع لدفعہٖ الاجتماع فلا یتقدم الرجل علی ذی السلطنۃ لاسیما فی الاعیاد والجماعۃ ولا علی امام الحی ورب البیت الّا بالاذن۔ کذا فی تحفۃ الاحوذی" (ص ۱۹۷ جلد ۱)

"جماعت کے ساتھ نماز کا حکم محض اس لیے دیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر سلطان کی طاعت اور باہمی الفت ومحبت کا جذبہ پیدا ہو، لہٰذا جب سلطانِ وقت کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرائے گا تو اس سے نہ صرف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امور سلطنت میں خلل آئے گا بلکہ لوگ سلطان کی اطاعت سے بھی دستکش ہونے کا احتمال پیدا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح جب کوئی شخص دوسرے کے گھر میں امامت کرائے گا تو ان میں باہمی بغض، قطع رحمی اور باہمی مخالفت پیدا ہونے کا خدشہ خارج از امکان نہیں۔ جب کہ جماعت، کا نظام باہمی اتحاد و تنظیم کے لیے ہی شروع کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں کہ کہ وہ بادشاہ کی موجودگی میں عیدین اور فرائض کی جماعت کرائے۔ اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ محلہ کے پیش امام کی اجازت کے بغیر اس کی مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے۔"

اس تفصیل گفتگو سے معلوم ہوا کہ محلہ کے پیش امام کی موجودگی میں سلطانِ وقت کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کو امامت کرانے کا حق شرعاً حاصل نہیں، اِلّا یہ کہ وہ پیش امام بطیب خاطر کسی دوسرے کو اجازت دے دے۔ مگر اجازت مصلّی پر کھڑے ہونے سے پہلے حاصل کرنی چاہیئے، نہ کہ مصلّی پر براجمان ہو کر اجازت مانگی جائے۔ جو کہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

© rasailojaraid.com